روزنامہ الفضل
ٹیلی فون نمبر:213029
C.P.L 29
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
Web:http://www.alfazal.com
Email:editor@alfazal.com

پیر 27دسمبر 2004ء14ذیقعد1425ہجری27فتح1383ہش جلد54-89نمبر291

حالت وحی

حضرت زید بن ثابتؓ کاتب وحی تھے۔آپؓ فرماتے ہیں کہ: ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی ران میری ران پر تھی کہ آپ پر وحی کی حالت طاری ہوئی۔اس وقت آپ کی ران مجھے اس قدر بوجھل محسوس ہوتی تھی کہ میں ڈر گیا کہ کہیں میری ران آپ کے بوجھ سے ٹوٹ نہ جائے۔پھر اس کے بعد آپ کی یہ حالت جاتی رہی۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب لا یستوی القاعدون حدیث نمبر:2620)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

وہ وحی کامل جو اقسام ثلٰثہ میں سے تیسری قسم کی وحی ہے جو کامل فرد پر نازل ہوتی ہے اس کی یہ مثال ہے کہ جیسے سورج کی دھوپ اور شعاع ایک مصفا آئینہ پر پڑتی ہے جو عین اس کے مقابل پر پڑا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اگرچہ سورج کی دھوپ ایک ہی چیز ہے لیکن بوجہ اختلاف مظاہر کے اس کے ظہور کی کیفیت میں فرق پیدا ہو جاتا ہے پس جب سورج کی شعاع زمین کے کسی ایسے کثیف حصہ میں پڑتی ہے جس کی سطح پر ایک شفاف اور مصفا پانی موجود نہیں بلکہ سیاہ اور تاریک خاک ہے اور سطح بھی مستوی نہیں تب شعاع نہایت کمزور ہوتی ہے۔خاص کر اس حالت میں جبکہ سورج اور زمین میں کوئی بادل بھی حائل ہو۔لیکن جب وہی شعاع جس کے آگے کوئی بادل حائل نہیں ایک شفاف پانی پر پڑتی ہے جو ایک مصفا آئینہ کی طرح چمکتا ہے تب وہی شعاع ایک سے دہ چند ہو کر ظاہر ہوتی ہے جسے آنکھ بھی برداشت نہیں کرسکتی۔

پس اسی طرح جب نفس تزکیہ یافتہ پر جو تمام کدورتوں سے پاک ہو جاتا ہے۔وحی نازل ہوتی ہے تو اس کا نور فوق العادت نمایاں ہوتا ہے اور اس نفس پر صفات الٰہیہ کا انعکاس پورے طور پر ہو جاتا ہے اور پورے طور پر چہرۂ حضرت احدیت ظاہر ہوتا ہے۔اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ جیسے آفتاب جب نکلتا ہے تو ہر ایک پاک ناپاک جگہ پر اس کی روشنی پڑتی ہے یہاں تک کہ ایک پاخانہ کی جگہ بھی جو نجاست سے پُر ہے اس سے حصہ لیتی ہے۔تاہم پورا فیض اس روشنی کا اس آئینہ صافی یا آب صافی کو حاصل ہوتا ہے جو اپنی کمال صفائی سے خود سورج کی تصویر کو اپنے اندر دکھلا سکتا ہے۔اسی طرح بوجہ اس کے کہ خدا تعالیٰ بخیل نہیں ہے اس کی روشنی سے ہر ایک فیض یاب ہے۔مگر تاہم وہ لوگ جو اپنی نفسانی حیات سے مر کر خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر اتم ہو جاتے ہیں اور ظلی طور پر خدا تعالیٰ ان کے اندر داخل ہو جاتا ہے ان کی حالت سب سے الگ ہے۔جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ اگرچہ سورج آسمان پر ہے لیکن تاہم جب وہ ایک نہایت شفاف پانی یا مصفا آئینہ کے مقابل پر پڑتا ہے تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ وہ اس پانی یا آئینہ کے اندر ہے لیکن دراصل وہ اس پانی یا آئینہ کے اندر نہیں ہے۔ بلکہ پانی یا آئینہ نے اپنی کمال صفائی اور آب وتاب کی وجہ سے لوگوں کو یہ دکھلا دیا ہے کہ گویا وہ پانی یا آئینہ کے اندر ہے۔

غرض وحی الٰہی کے انوار اکمل اور اتم طور پر وہی نفس قبول کرتا ہے جو اکمل اور اتم طور پر تزکیہ حاصل کر لیتا ہے۔اور صرف الہام اور خواب کا پانا کسی خوبی اور کمال پر دلالت نہیں کرتا جب تک کسی نفس کو بوجہ تزکیہ تام کے یہ انعکاسی حالت نصیب نہ ہو اور محبوب حقیقی کا چہرہ اس کے نفس میں نمودار نہ ہو جائے۔ کیونکہ جس طرح فیض عام حضرت احدیت نے ہر ایک کو بجز شاذ و نادر لوگوں کے جسمانی صورت میں آنکھ اور ناک اور کان اور قوت شامہ اور دوسری تمام قوتیں عطا فرمائی ہیں اور کسی قوم سے بخل نہیں کیا۔اسی طرح روحانی طور پر بھی اس نے کسی زمانہ اور کسی قوم کے لوگوں کو روحانی قویٰ کی تخم ریزی سے محروم نہیں رکھا۔اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ سورج کی روشنی ہر ایک جگہ پڑتی ہے اور کوئی لطیف یا کثیف جگہ اس سے باہر نہیں ہے۔یہی قانون قدرت روحانی آفتاب کی روشنی کے متعلق ہے کہ نہ کثیف جگہ اس روشنی سے محروم رہ سکتی ہے اور نہ لطیف جگہ۔ہاں مصفّٰی اور شفاف دلوں پر وہ نور عاشق ہے۔جب وہ آفتاب روحانی مصفّٰے چیزوں پر اپنا نور ڈالتا ہے تو اپنا کل نور ان میں ظاہر کر دیتا ہے یہاں تک کہ اپنے چہرہ کی تصویر ان میں کھینچ دیتا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک مصفا پانی یا مصفا آئینہ کے مقابل پر جب سورج آتا ہے۔تو اپنی تمام صورت اس میں ظاہر کر دیتا ہے یہاں تک کہ جیسا کہ آسمان پر سورج نظر آتا ہے۔ویسا ہی بغیر کسی فرق کے اس مصفّٰی پانی یا آئینہ میں نظر آتا ہے۔

(حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد 20ص 25)

مدرسة الحفظ طلباء میں داخلہ

مدرسة الحفظ طلباء نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ میں داخلہ برائے سال 2005ء اپریل 2005ء میں متوقع ہے جو والدین اپنے بچوں کو مدرسة الحفظ میں داخل کروانے کے خواہش مند ہیں وہ ابھی سے اپنے بچوں کو صحت تلفظ سے قرآن پاک پڑھانا شروع کر دیں۔اس کے لئے آڈیو اور ویڈیو کیسٹس سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔تمام بچے انٹرویو سے قبل ناظرہ قرآن کریم کا کم از کم ایک دور ضرور مکمل کر کے آئیں۔ (پرنسپل مدرسة الحفظ

نیلامی سامان

دفتر نظارت جائیداد کے سٹور میں مندرجہ ذیل سامان جیسے ہے کی بنیاد پر بذریعہ نیلامی مورخہ 3 جنوری 2005ء کو صبح 9:00 بجے فروخت کیا جائے گا۔دلچسپی رکھنے والے دوست استفادہ فرماویں۔

سامان ٹیلی فون سیٹ ،کرسیاں ، سائیکل ، روم کولر A.C الماریاں، سامان لکڑی، سکریپ لوہا وغیرہ۔

(ناظم جائیداد)

ماہر امراض قلب کی آمد

مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب ماہر امراض قلب درج ذیل شیڈیول کے مطابق ہسپتال میں مریضوں کا معائنہ کرینگے۔

مورخہ 8 جنوری 2005ء۔شام 4:00 بجے

مورخہ 9 جنوری 2005ء صبح 8:00 بجے تا دوپہر 2:00 بجے

ضرورت مند احباب میڈیکل آؤٹ ڈور سے ریفر کروا کر ضروری ٹیسٹ/ای سی جی وغیرہ کروالیں اور پرچی روم سے اپنی پرچی بنوالیں۔مزید معلومات کیلئے استقبالیہ ہسپتال سے رابطہ فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

باورچی کی فوری ضرورت

دارالضیافت ربوہ میں ایک ماہر باورچی کی ضرورت ہے۔ جو ہر قسم کے پاکستانی ، انگریزی اور چائینز کھانے پکانے کا ماہر ہو اپنے تجربہ کی اسناد اور امیر صاحب کی سفارش کے ساتھ فوری رابطہ کریں۔

(نائب ناظر ضیافت، دارالضیافت ربوہ فون 212479)

دعوت الی اللہ کے سنہری گر

پر حکمت نصائح ایمان افروز واقعات

151

مرتبہ: عبدالستار خان صاحب

حضرت مسیح موعود کا پاکیزہ منظوم کلام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 15/اکتوبر 1982ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

بے شمار رحمتیں ہوں حضرت اقدس مسیح موعود پر کہ جنہوں نے انانیت کی ساری راہیں بند کر دیں اور عاجزی کی ساری راہیں کھول دیں۔ ایک ایک شعر، ایک ایک مصرعہ، ایک ایک لفظ سچائی میں ڈوبا ہوا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کا کلام ہی آپ کی سچائی کی دلیل ہے۔ کوئی سعید فطرت انسان اگر اس کلام کو سنے تو ممکن نہیں ہے کہ وہ اس کلام کے کہنے والے کے حق میں اس کی سچائی کی گواہی نہ دے۔ حیرت انگیز طور پر پاکیزہ جذبات۔ عشق میں ڈوبا ہوا یہ کلام سن کر روح پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔

جب یہ کلام پڑھا جا رہا تھا تو میں یہ سوچ رہا تھا کہ وہ احمدی نوجوان جو یہ کہتے ہیں کہ ہم دعوۃ الی اللہ کیسے کریں؟ ہمیں دلائل یاد نہیں، ہمیں ملکہ نہیں کہ مناظرہ کر سکیں، ہمیں عربی نہیں آتی، ہمیں استدلال کا طریق معلوم نہیں، میں سوچ رہا تھا کہ انہیں اس سے زیادہ اور کس چیز کی ضرورت ہے کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود کا کلام یاد کریں اور درویشوں کی طرح گاتے ہوئے قریہ قریہ پھریں اور اسی کلام کی منادی کریں اور دنیا کو بتائیں کہ وہ آ گیا ہے جس کے آنے کے ساتھ تمہاری نجات وابستہ ہے۔

ایسا پر اثر کلام، ایسا پاکیزہ کلام، ایسا حکمتوں پر مبنی کلام، خدا کی حمد کے گیت گاتا ہوا ایسا کلام جس کے متعلق بے اختیار یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ ؎

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت اقدس مسیح موعود نے یہ شعر کہا ہو گا تو یقیناً اور لازماً آسمان پر ملائکہ بھی آپ کے ہم آواز ہو کر یہ شعر گا رہے ہوں گے اور وہ ساری حمد آپ کے پیچھے پڑھ رہے ہوں گے جو خدا کی حمد میں آپ نے اظہار محبت اور عشق کیا۔

حقیقت یہ کہ ہے .... کی جان محبت ہے۔ دین کی حقیقت عشق ہے۔ وہ دین جو محبت اور عشق سے عاری ہے اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ نہ وہ زندہ رہنے کے لائق ہے، نہ وہ زندہ رکھنے کے قابل ہے۔ روح ہے زندگی کی اور ادیان کا فلسفہ اس بات میں مضمر ہے کہ خدا سے محبت کی جائے اور ایسی محبت کی جائے کہ دنیا کی ہر چیز پر وہ محبت غالب آ جائے۔ کوئی وجود اس سے زیادہ پیارا نہ رہے۔ کوئی ساتھی اس سے زیادہ عزیز تر نہ ہو۔ یہ محبت جب زندگی کے ہر دوسرے جذبے پر غالب آ جاتی ہے تو اس وقت وہ لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ جنہیں خدا نما وجود کہا جاتا ہے۔ یہی سب سے بڑا ہتھیار ہے جس سے دنیا کے قلوب فتح کئے جائیں گے۔ یہی وہ ہتھیار ہے جس نے بہرحال غالب آنا ہے۔

(مشعل راہ جلد سوم ص 43)

معمولی نیکی کا اجر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

مکرم امیر صاحب تنزانیہ نے بیان کیا کہ چند نو احمدی ہمارے مربی محمود شاد صاحب کے پاس آئے ان کی ایک مریضہ تھی۔ مربی صاحب مریضہ کو گاڑی میں بٹھا کر ہسپتال لے کر گئے وہاں اس کا علاج کروایا اور پھر گاڑی میں ہی ساتھ لے کر اس کو واپس اس کے گھر چھوڑا۔ اس بظاہر معمولی نیکی کا علاقے میں زبردست چرچا ہوا۔ وہ سارا گاؤں احمدیت قبول کر گیا۔ اور یہی نہیں اس علاقے میں 30 ہزار افراد نے احمدیت قبول کر لی۔ مکرم محمود شاد صاحب مربی سلسلہ نے بتایا کہ ایک نو احمدی شریف صاحب نے مجلس شوریٰ میں شمولیت کی جس کا ان کو بہت فائدہ پہنچا۔ ان کی کایا پلٹ گئی۔ وہ کہنے لگے پہلے ہم چندوں کے بارے میں سنتے تھے اب اس کی اصل اہمیت کا احساس ہوا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اب ہر جگہ مجالس شوریٰ کا انعقاد ہو رہا ہے۔ اس کے بڑے بڑے فوائد ہیں اور یہ بات درست ہے کہ جو اس میں ایک بار شامل ہوتے ہیں ان کی کایا ہی پلٹ جاتی ہے۔ مربی صاحب نے مزید بیان کیا کہ ایک نو احمدی کو جب لوگوں نے احمدیت سے منحرف کرنا چاہا تو انہوں نے ثبات قدم کا مظاہرہ کیا اور کہا کہ میں تو احمدی ہوں میں ہرگز آپ کی دعوت سے متاثر نہیں ہوں گا اور نہ ہی میں آپ سے کوئی بات کرنے کو تیار ہوں۔

(الفضل سالانہ نمبر 28 دسمبر 2001ء)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم محمد ادریس شاہد صاحب مربی سلسلہ وصدر محلّہ دارالیمن شرقی ربوہ لکھتے ہیں۔ مورخہ 19 دسمبر 2004ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم عطاء العلیم صاحب کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود وقف نو میں شامل ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام جاذب احمد عطا فرمایا ہے۔ قبل ازیں ایک بیٹی ادیبہ علیم بھی وقف نو میں شامل ہے۔ نومولود مکرم عبدالرشید صاحب ملکانہ آف قادیان کا نواسہ اور خاکسار کا پوتا ہے۔ احباب کی خدمت میں گزارش ہے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ بچے کو بہترین خادم دین بنائے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

ولادت

مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کارکن دفتر انصاراللہ پاکستان ربوہ لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے بیٹے مکرم خلیق احمد ظفر صاحب مہتمم تربیت نومبائعین خدام الاحمدیہ کینیڈا (ٹورانٹو) کو مورخہ 13 دسمبر 2004ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے بچہ وقف نو میں شامل ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بیٹے کا نام مدبر احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مولانا ظفر محمد ظفر صاحب سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ کی نسل سے اور ملک محمد رفیق صاحب آف جہلم حال ٹورانٹو کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ بیٹے کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین اور نافع الناس بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم حافظ سعید الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں۔ خاکسار کی والدہ محترمہ امۃ الرشید صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرحمٰن صاحب دارالرحمت شرقی (ب) عارضہ قلب کی وجہ سے بیمار ہیں۔ آجکل طبیعت زیادہ ناساز ہے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل شفایابی عطا فرمائے۔

مکرم لیاقت علی صاحب کارکن دفتر انصاراللہ پاکستان لکھتے ہیں۔ خاکسار کی ہمشیرہ مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالسلام بٹ صاحب دارالیمن شرقی کافی عرصہ سے شوگر کی وجہ سے بیمار ہیں احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ وعاجلہ عطا کرے اور لمبی زندگی سے نوازے۔ آمین

ولادت

مکرم مرزا ممتاز احمد صاحب کارکن تحریک جدید ربوہ لکھتے ہیں۔ خاکسار کے بیٹے عزیزم مرزا بشیر احمد ناصر اور بہو عزیزہ فائقہ ناصر کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ یکم دسمبر 2004ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور نے بچے کا نام حاشر احمد ناصر عطا فرمایا ہے۔ نومولود حضرت ڈاکٹر شیر محمد عالی صاحب مرحوم کی نسل سے ہے اور مکرم ملک منور احمد صاحب آف سرگودھا کا نواسہ ہے۔ احباب کرام دعا کریں اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے، نیک اور خادم دین بنائے۔

نکاح

مکرم مسعود احمد مقصود صاحب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ لکھتے ہیں۔ خاکسار کے بھتیجے عزیزم سلمان احمد ابن مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مقیم لندن کا نکاح چار ہزار سٹرلنگ پاؤنڈ حق مہر پر عزیزہ آسیہ نورین صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب کے ساتھ مکرم محمود احمد منیب صاحب مربی سلسلہ (دعوت الی اللہ) نے مورخہ 20 نومبر 2004 بیت المبارک میں پڑھا۔ اسی طرح میری بھتیجی عزیزہ عابدہ پروین صاحبہ بنت مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مقیم لندن کا نکاح 50,000 روپے حق مہر پر عزیز مکرم ناصر اقبال صاحب ابن چوہدری محمد اشرف صاحب کے ساتھ مکرم محمود احمد منیب صاحب مربی سلسلہ (دعوت الی اللہ) نے مورخہ 20 نومبر 2004ء کو بیت المبارک میں پڑھا۔ عزیزم سلمان احمد و عزیزہ عابدہ پروین مکرم چوہدری نذر محمد صاحب آف ادرحماں سرگودھا کا پوتا اور پوتی ہیں اور عزیزم ناصر اقبال اور آسیہ نورین مکرم غلام نبی صاحب مرحوم ادرحماں سرگودھا کا پوتا اور پوتی ہیں۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دونوں رشتے ہر لحاظ سے دونوں خاندانوں کیلئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین

گمشدہ پرس

مورخہ 22 دسمبر 2004ء کو خاکسار کا پرس محلّہ دارالیمن شرقی سے جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن (نزد دفتر الفضل) جاتے ہوئے راستہ میں کہیں گر گیا ہے۔ اس میں کچھ نقدی کے علاوہ خاکسار کے چند ضروری کاغذات ہیں۔ براہ مہربانی جس کسی کو ملے درج ذیل ایڈریس پر پہنچا کر ممنون فرماویں یا مطلع کریں۔

طارق احمد، مکان نمبر 39/10 دارالیمن شرقی ربوہ
فون نمبر: 212073

خلفاء سلسلہ کی یادوں کے انمٹ نقوش

مکرم عبدالسمیع نون صاحب

قسط دوم آخر

میری عقیدتوں کے ایک ''قمر'' حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی وفات پر ایک نوٹ لکھا تھا۔ اس کا ایک ایک لفظ روحوں کی بالیدگی کا موجب بننے والا ہے۔ لاریب یہ ایک سرمدی ابدی صداقت ہے۔ جو دنیا اور مابعد کے حالات کی صحیح تصویر پیش کرتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ موت ایک عجیب وغریب پردہ ہے۔ جس کے ایک طرف جدا ہونے والے دوست اور اعزا اور خدا کے مقدس فرشتے بلکہ خود خدائے قدوس آنے والے روح کی خوشی میں ایک عروسی جشن کا نظارہ دیکھتے ہیں۔ اللہ اللہ یہ کیسا عجیب منظر ہے کہ ایک طرف صف ماتم ہے اور دوسری طرف جشن شادی اور درمیان میں اڑتی ہوئی انسانی سانس کا پھڑ پھڑاتا ہوا پردہ گویا مرنے والے کے ایک کان میں رونے کی آواز پہنچ رہی ہوتی ہے۔ تو دوسرے کان میں خوشی کے ترانے اور وہ عجیب وغریب مرکب ماحول میں گھرا ہوا اگلے جہان میں قدم رکھتا ہے۔''

آگے آپ دعا کرتے ہیں۔ ''اے اللہ تیرے وہ سارے بندے جو احمدیت کی پاک لڑی میں محبت اور اخلاص کے ساتھ پروئے ہوئے ہیں۔...... اس وقت تک ان سے موت کو روکے رکھ جب تک کہ تیری قدرت کا طلسمی ہاتھ انہیں گناہوں سے پاک وصاف کر کے تیرے قدموں میں حاضر ہونے کے قابل بنا دے۔ تا کہ ان کی موت عروسی جشن والی موت ہو...... تیری اس عظیم الشان رحمت کی قسم ہے جو تیرے پاک مسیح کی بعثت کی محرک ہوئی کہ تو ایسا ہی کر آمین یارب العالمین''۔

اس محسن اور مشفق ''چاند'' بلکہ ''چاندوں کے چاند'' کے بارہ میں بھی انشاء اللہ ایک شذرہ لکھوں گا تا کہ کچھ تو احسانوں کا بوجھ ہلکا ہو اور کچھ تو قرض اترے جس کے نیچے میں دبا ہوا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی وفات جس رات کو ہوئی نہ معلوم مجھے کہاں سے آواز آئی ''حضور فوت ہوگئے ہیں'' یہ آج تک معمہ ہی ہے۔ میں ہڑ بڑا کر اندھیرے میں پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس اندوہناک آواز کے متعلق سوچنا شروع کیا۔ اگرچہ میرا ذہن کسی سوچ وبچار کے قابل ہی نہیں رہا تھا۔ میرے گھر والے قریب ہی سوئے ہوئے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ آنسو بھی نہ نکلے کہ دل پر سلگنے والی آگ کو بجھا سکتے اور میں گم صم بیٹھا تھا۔ گردوپیش سے بالکل بے خبر وحشتوں میں گھرا ہوا یہ آواز کہاں سے آئی۔ جھوٹی بھی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ سچ نکلی تو کیا حال ہوگا۔ آخر کچھ دیر میں اپنے آپ کو سنبھالا دیا۔ پتہ تو کرنا چاہئے۔ پہلے خیال کیا حضرت مرزا عبدالحق صاحب سے پتہ کیا جائے فون کر کے۔ پھر خیال آیا انہیں آدھی رات کے وقت کیوں پریشان کیا جائے۔ آخر میں نے اپنے کمرے کی بتی جلائی اور حضور کے جائے قیام اسلام آباد فون کرنے کا فیصلہ کیا۔ کسی صاحب نے فون اٹھایا اور ''انا للہ'' پڑھا۔ آگے کچھ پوچھنے کی ہمت ہی نہ پڑی۔ شکر ہے کہ آنسوؤں کی برسات شروع ہوئی۔ ورنہ ایسے میں دم گھٹ کر بھسم ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے اور سب گھر والے اٹھ بیٹھے اور میرے غم والم میں شریک ہوگئے اور میں نے یہ شعر پڑھے۔

لو آیا میرے دل پر اک نئی افتاد کا موسم
مجھے لگتا ہے ہر موسم ستم ایجاد کا موسم
گھٹائیں دل سے اٹھتی ہیں جھڑی لگتی ہے آنکھوں سے
نہیں ساون کی رت یہ ہے کسی کی یاد کا موسم

بالآخر 1982ء میں سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث بھی ہم سے چھن گئے۔ وہی جری جوان رعنا جو طارق بن زیاد کی طرح ساحل اندلس پر اترا تھا۔ نہیں نہیں۔ اس کا جذبہ طارق سے کہیں فزوں تر اور مبارک تر تھا۔ جس میں کسی قسم کی دنیاوی ملک گیری اور حکومتی جاہ وحشم کی کوئی بھی تمنا نہ تھی۔ وہ تو دین حق کے ہاتھ سے اس ملک کے نکل جانے کا غم لے کر اور پھر کئی شب وروز اسی رنج والم میں سلگتا رہا سو نہیں سکا تھا۔ دعاؤں میں سارا وقت گزارا۔ اس کے مولیٰ نے اس کی زاری سن لی، قبول فرمالی اور ''بشارت'' کی صورت میں بشارت عطا کی۔ تب میرے محترم اور محسن بزرگ بھائی ثاقب زیروی کے دکھی دل سے یہ صدا ایک ہوک کی صورت اٹھی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی زیر صدارت اکتوبر 1982ء میں جب خود حضور ایک فرشی نشست پر تشریف فرما تھے۔ انصار اللہ کا اجتماع ختم ہونے کے دن آخری اجلاس میں اپنے مخصوص انداز میں ایک نظم پڑھی تھی جس سے سامعین کی آنکھیں بے اختیار بہہ نکلی تھیں اور سنیں وہ یہ آواز تھی۔

صدیوں کے پرانے خوابوں کو ہم نے زندہ تعبیریں دیں
خوابیدہ فضائیں جاگ اٹھیں ابھری جو ''ندا'' میناروں سے
افلاک پہ روح ناصر دیں جھوم اٹھی فرط مسرت سے
جب آئی نوید فتح و ظفر اسپین کے لالہ زاروں سے

اور جب آخری شعر پڑھا تو نہ صرف پڑھنے والے کا بلکہ سبھی حاضرین کا حال بسمل نیم جاں کا سا تھا اور حالت سب کی ناقابل بیان۔ وہ شعر یہ تھا۔

ثاقب یہ کرم بھی کیا کم ہے ناصر جو لیا طاہر بخشا
ورنہ دیوانے مرجاتے سر ٹکرا کر دیواروں سے

جب کارروائی اجلاس ختم ہوئی۔ دعا ہوئی تو میں اپنے عزیزوں کو لے کر جلدی جلدی اپنی موٹر کی طرف بڑھا کہ ہم نے اس روز شیخوپورہ جانا تھا اور پھر واپس بھی آنا تھا کہ بھائی ثاقب نے پیچھے سے آواز دی میاں صاحب میاں صاحب! مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ کوئی مجھے بلا رہا ہے۔ میں نے کہا یہاں سارے ہی میاں صاحب ہیں۔ آخر مڑ کر دیکھا ثاقب بھائی تھے۔ میں نے بے ساختگی سے کہا کہ بھائی آج تو آپ نے ذبح کر دیا ہے یہ شعر سنا کر۔ بھائی بولے نہ معلوم میرے دل کے کس قدر ٹکڑے یہ شعر لکھتے ہوئے ہوگئے تھے۔

الوداع۔ اے محبتوں کے سفیر اے نفرتوں کو جڑوں سے اکھیڑنے والے اور محبتوں کے داعی۔ اے وہ جس نے محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا وہ زریں اصول عطا فرمایا۔ جو مشارق اور مغارب میں مقبول ہوا اور جو اپنوں اور غیروں نے دنیا کی اقوام و ملل کی ساری بیماریوں اور سارے تنازعات اور جنگوں کے لئے ایک نسخہ کیمیا تسلیم کیا۔ اے ہمارے محبوب! تجھے یہ سنہری کلام کہاں سے موہبت ہوا۔ یقیناً عرش الٰہی سے ''جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں'' یہ ایک مصرع طرح تو نے قوم کو دیا اور پھر اس پر اپنے اپنے رنگ میں طبع آزمائی کی اس لئے کہ یہی حیات مستعار کا ماٹو تھا۔

اے محبوب الٰہی تو نے ہمیشہ ہمیں یہی مختصر مگر جامع نصیحت کی کہ ''اللہ تعالیٰ سے صلح کرلو'' یہ تیری ادائیں نہ بھولی ہیں نہ بھولیں گی۔ ہم تیرے لئے بلند مراتب کی عاجزانہ دعا کرتے ہیں۔ تیرے احسانوں کا بدلہ کیسے اتار سکتے ہیں۔ جا اور اپنے رب کریم سے بہترین صلہ وصول کر۔

حضرت سیدنا مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

ہر چند کہ گزشتہ برس حضور کے بارہ میں دو مضامین سپرد قرطاس کر چکا ہوں۔ مگر حضور کی شش جہات شخصیت پر جتنا لکھا جائے کم ہے۔ کوشش یہی ہوگی کہ کوئی واقعہ دہراؤں نہیں۔ لیکن اگر یادداشت کہیں ساتھ نہ دے تو معذرت۔ حضور نے قریباً پونے دو سال ہی خلافت کے پاکستان میں گزارے تھے کہ حالات نے وطن چھوڑنے پر حضور کو مجبور کر دیا۔

1944ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ شرک کے زمانے میں میں دوبارہ دنیا میں آؤں گا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے جیسی طاقتوں والا ایک انسان ظاہر ہوگا اور جو میرے طریق پر چلے گا۔ یہ الفاظ تو میرے ہیں مگر مفہوم یہی ہے۔ وہ زمانہ جس میں اللہ کے نام لینے پر قدغن تھی جس میں کلمہ توحید پڑھنے پر تعزیریں تھیں۔ ہم نے دیکھا کہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب اپنے والد ماجد کے کئی لحاظ سے مثیل تھے۔ بیان طویل ہو جائے گا اگر ساری مشابہتیں گنوانی شروع کردوں۔ ایک کا ذکر کر دیتا ہوں کہ سیدنا حضرت محمود بھی ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور آپ بھی ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے نیز یہ کہ سیدنا مصلح موعود نے 18 سال کا زمانہ مہجوری میں گزرا جبکہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب 19,18 سال کا زمانہ وطن سے دور گزرا۔

پھر سیدنا حضرت مصلح موعود بھی دارالہجرت میں ہی فوت ہوئے اور یہیں دفن ہوئے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بھی جلاوطنی کے دوران اللہ کے حضور حاضر ہوئے اور وہیں ''اسلام آباد'' میں مدفون ہوئے۔ یہ مشابہتوں کا بیان بہت شیریں ہے مگر الفضل کی تنگ دامانی کا احساس یہیں پر رک جانے پر مجبور کر رہا ہے۔ دیار غیر میں جو حضور نے کام کئے اور جو کامیابیاں نصیب ہوئیں ان کا شمار ممکن نہیں۔ ہر ہر قدم پر الٰہی نصرتوں اور سماوی تائیدات کے نظارے ہر چشم بینا نے دیکھے۔ اور ایک زمانہ اس کا شاہد ہے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ اشاعت دین حق غیروں میں اور تربیت وتعلیم کے کارنامے اپنوں میں عدیم المثال ہیں۔ اور اگر حساب کرنے بیٹھیں اور ایک طرف اپنی جماعت کی محدود استطاعت کو رکھیں۔ اور دوسری طرف ایم ٹی اے کے اجرا اور اس کے پھیلاؤ پر نگاہ دوڑائیں تو عقل، اس کے جمع خرچ اور حساب کتاب تو سب فیل ہو جاتے ہیں اور اسے جو نشان آسمانی یقین نہیں کرتا وہ ناقابل علاج مریض ہے۔ اللہ اس کی عقل وفرد اور بصیرت کو بحال کرے۔

مامورین کا ابتدائی دور ہمیشہ ابتلاؤں مخالفتوں اور دکھوں کا ہوتا ہے۔ ہم نے تو جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ ہر دور میں جماعت عداوتوں اور نفرتوں کا نشانہ ستم بنی رہی ہے۔ صداقتوں کے دشمنوں کے ترکش میں کوئی تیر نہیں تھا جو ہماری طرف نہیں پھینکا گیا۔

پھر حضور کا حساس دل اور جماعت کے ہر فرد کے درد وکرب کو ایسی شدت سے محسوس کرنے والا دل اور پھر اسیران اور سزا ہونے والوں کے احوال پر اور بیوت سے اللہ اور اس کے رسول کے ناموں کے کھرچنے کے دردناک واقعات نے قلب مطہر پر سخت چوٹیں لگائیں اور پھر سنگ وخشت یا فولاد سے تو بنا ہوا نہیں تھا۔ اس میں تریڑیں آگئیں اور پھر آخر ٹوٹ ہی گیا۔

اللہ والوں نے تو اس درد وکرب وبلا کی جزائیں کریم ورحیم رب سے وصول کیں۔ حیرت ہے کہ کسی کو دماغ نہیں کہ فرعونوں اور ہامانوں کے عبرتناک انجام پر بھی غور کرے اور عبرت پکڑے۔ سبھی یہ کہہ کر چلے جاتے ہیں کہ یہ حادثات اور سانحات ہوتے ہی رہتے ہیں۔

میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کا مختصر احوال بیان کر کے اس بیان کو ختم کر دوں گا۔ یہ عرض

کردوں حضور سے رسمی تعارف تو لڑکپن سے ہی تھا۔ جب میں نے ہائی سکول بھلوال سے اور حضور نے ٹی آئی ہائی سکول قادیان سے ایک ساتھ امتحان پاس کیا۔ مگر حضور کے ساتھ گہرے تعلقات کی بنیاد ربوہ میں ہی پڑی۔ خلیفہ وقت کی خدمت میں خطوط لکھنا تو میں نے 1939ء سے شروع کیا۔ جب میں ہائی سکول میں داخل ہوا۔ میری عمر اس وقت 13 سال کی تھی اور پھر حضور کے جواب کا منتظر رہتا۔

اب 65 سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ آج تک یہ معمول میں نے چھوڑا نہیں اور خواہش بھی یہی ہے کہ میں عمر بھر خلیفہ وقت کی خدمت میں دعا اور توجہ کریمانہ کی غرض سے ہمیشہ رابطہ رکھوں اور میری اولاد بھی قیامت تک۔ آج کل فیکس کیا کرتا ہوں۔ قریباً ہر ہفتے ایک فیکس تو میں نے لازم قرار دیا ہوا ہے۔ کبھی کبھی اس سے زیادہ بھی لکھتا ہوں۔

خلافت سے قبل ایک بار ادرحمہ سے باہر ایک جلسہ گاہ بنائی گئی۔ ہم حلال پور سے شامل ہونے کے لئے 5,4 آدمی آئے۔ بہت روح پرور وہ خطاب تھا۔ جس کی تفاصیل بھی ذہن میں مستحضر ہیں۔ اس کے بعد یا شاید پہلے کھانے کے لئے ایک مکان کی بیٹھک میں حضور اور حضور کے ساتھ آنے والے دوستوں کو لایا گیا۔ ہم ادھر ادھر ہو گئے کہ نواحی گاؤں سے آئے ہوئے تھے اور غالباً کھانا بھی کھایا ہوا تھا۔ مہمان خصوصی کے ساتھ شریک طعام ہونا ادب اور تہذیب کے خلاف تھا۔ ادھر سے آدمی آیا کہ میاں صاحب آدھ گھنٹے سے تمہارا انتظار فرما رہے ہیں۔ اسے بلاؤ تو کھانا کھائیں گے۔ پھر تو مجھے شرم آئی کہ آپ کی کوفت کا موجب بنا ہوں۔ غرض اس خاندان کی وفاؤں اور اعلیٰ تہذیبی روایات کا ادراک بھی ہم ایسے کم فہموں کے بس میں نہیں ہے۔ کجا یہ کہ کوئی ان کی ہمسری کا دعویدار ہو۔ یہ ''رجال فارسی'' اس دور کے ہر لحاظ سے بلند مرتبت اور اونچی جدا شان کے مالک ہیں۔ حضرت مضطر ہی کچھ ان کا ذکر کر سکتے ہے۔ جو قادر الکلام شاعر ہونے کے علاوہ علم و فضل میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ مثلاً فرماتے ہیں۔

اس حسن مجسم نے مسحور کیا سب کو
اپنے بھی غلام اس کے بیگانے بھی گرویدہ

یا پھر رشید قیصرانی جنہوں نے اپنے استاد سے عشق و محبت کے سبق سیکھے۔ استاد اور شاگرد کے الفاظ جدا جدا ہیں۔ مضمون واحد ہے۔

میرا معتبر حوالہ کوئی ہے تو بس یہی ہے
تیری اک نظر کا صدقہ میری ساری زندگی ہے
میرے نقد جاں کے یوسف کوئی بھیج اب نشانی
تری راہ تکتے تکتے میری آنکھ بجھ گئی ہے

بھائیو اور بہنو! اصل بات یہی ہے کہ ہم کہاں اور وہ کہاں، پر رحم آڑے آ گیا۔

ہم بے حقیقت لوگ اور وہ دین و دنیا کے علوم کے شناسا اور ہر لحاظ سے اونچے درجے والے۔ کوئی بھی تو نسبت نہیں۔ محض کرم اور عنایت ہے جو پوچھتے تھے یا خیال رکھتے تھے۔

اسی طرح موجودہ حضرت صاحب ہیں۔ حضرت فضل عمر کے نواسے اور وہ جو ''بادشاہ آیا'' جس نے فقیری میں بھی بادشاہی کی۔ اس کے پوتے حد درجہ مہربان، وفا و محبت مجسم۔ شیخ ابوبکر خالص عمل کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

''خالص عمل وہ ہے جس کا فرشتے تک کو علم نہ ہو کہ لکھ سکے۔ شیطان کو بھی خبر نہ ہو کہ خراب کر سکے اور نہ ہی نفس کو پتہ چلے کہ اس پر فخر کر سکے۔''

حضرت صاحب فطرتاً ہی ''خالص عمل'' کرنے کے عادی ہیں۔ اللّٰھم زد وبارک

میں متذکرہ بالا تینوں بزرگ اور قابل تقلید ہستیوں کا ذکر کیوں بار بار کرتا ہوں کوئی اور موضوع نہیں ملتا۔ نہیں یہ بات نہیں۔ میری تنہائی، اداسی، دل کی افسردگی اور ویرانی جب مجھے گھیر لیتی ہے اور دم گھٹنے لگتا ہے۔ کبھی حضرت فضل عمر کی شیریں اور روح پرور داستانوں کو یاد کر کر کے تصور میں حضور کی محفل میں جا بیٹھتا ہوں۔ کبھی سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کی خدمت میں اکیلے بیٹھنے کے مزے یاد کر کے انہیں ایک واقعہ سناتا ہوں۔ تو حضور فرماتے ہیں ایک دفعہ پھر سناؤ۔ پھر عالم تصور ہی میں باہر سے آواز سنائی دیتی ہے کہ حضور مغرب کی ندا ہوگئی ہے۔ میں اجازت طلب کرتا ہوں۔ حضور کے پیار و محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ اچھا اجازت دیتا ہوں۔ ایک دفعہ پھر وہی واقعہ سناؤ۔ اس ایک واقعہ کو حضور نے تین بار سنا۔ کبھی قادیان میں سیدہ حضرت اماں جان کی کوٹھی کی طرف حضور کی صاحبزادی کو اٹھا کر ساتھ ساتھ چل رہا ہوں۔ اور پھر وہیں پر آسمانی مائدہ سے لطف اندوز ہونے کا حکم اور وہیں رات بھر ٹھہرنے کے لئے ایک الگ کمرے کا بندوبست۔ پھر کبھی حضرت سیدنا طاہر مطہر کا میرے غریب خانہ پر وارد ہونا۔ میرے دو بیٹوں کے دعوت ولیمہ پر حضور دورہ پر ہونے کی وجہ سے نہ پہنچ پائے تھے۔ دوسرے یا شاید تیسرے دن تشریف لائے۔ فرمایا ''ولیمی کھانے آیا ہوں'' ان دنوں میں کیسا زندہ آدمی تھا اب تو اک شخص نے مجھے مار دیا ہے۔ ''ولیمی'' تناول فرما رہے تھے اور یہ امر موجب اطمینان و فرحت ہے کہ اسی کمرے میں اسی جگہ پر میں نے اپنا پلنگ بچھایا ہوا ہے۔ فرمایا ''ولیمی یہ ہے تو ولیمہ کیا ہوگا''۔ کمتر نوازی کے اسلوب کوئی اس مقدس خاندان سے سیکھے۔

پھر میں دل کے ہاتھوں بیمار پڑا تو موجودہ حضرت صاحب مع حضرت بیگم صاحبہ کے بغیر اطلاع تشریف لائے۔ اس طرح میری بیماری بھی میرے لئے موجب صد برکت و رحمت بن گئی۔

الغرض ان مقدس وجودوں کے ذکر سے میرے جسم و جان میں تازگی اور شگفتگی اور روح میں بالیدگی آ جاتی ہے اور یہ بزرگ ہستیاں دنیا میں نہیں رہیں۔ مگر ان کے فیوض و برکات اور ان کی دعائیں مسلسل میرے ساتھ ہیں۔ ورنہ تو ویرانی ہی ویرانی تھی۔

ان تینوں خلفائے عظام کی یادوں کے نقوش اور ان کی اخلاقیات کے آثار آج بھی ان کے عقیدتمندوں اور نیازمندوں کے لئے نظر افروز ہیں۔ ان کو دیکھا دل نے انہیں مانا اور پہچانا مگر قلم ان کا خاکہ کھینچنے سے قاصر ہے۔ ان کی اخلاقی اور روحانی زندگی کے بہت سے پرتو تھے مثلاً استغناء، وسعت قلب، متانت اخلاقی عظمت فراست، غیرت دینی، رواداری اور شگفتہ مزاجی کیا کیا بیان کروں۔ اپنے مصمم ارادوں کی زنجیر میں زمانے کے گرد و پیش کو جکڑ لیتے تھے۔ ان کی تعریف یہیں پر تو ختم نہیں ہو جاتی میری دون ہمتی کے باعث یہی کچھ لکھ سکا ہوں۔ مصلح الدین راجیکی نے سچ لکھا ہے۔

درد والے ہی جان سکتے ہیں
دردمندوں کی ناشکیبائی
یہ بھی شاید تیری عنایت ہے
بیٹھے بیٹھے جو آنکھ بھر آئی
میں جو بھولا تو غم زمانے کے
یاد آئی تو تیری یاد آئی

عبدالماجد صاحب

طلباء کے لئے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی

تین زریں نصائح

چند روز قبل میں ایک کتاب ''عالمی شہرت یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام'' کا مطالعہ کر رہا تھا۔ جب میں صفحہ 409 پر پہنچا تو میں نے ایک عظیم شخصیت کی نصیحت ایک نوعمر طالب علم جس کی عمر اس وقت تقریباً تیرہ سال تھی پڑھی۔ میرے دل میں فوراً خیال آیا کہ اس نصیحت کو روزنامہ الفضل کی وساطت سے نوجوانوں کے استفادہ کے لئے تحریر کردوں۔

ناصح ایک عظیم انسان حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مرحوم سابق وزیر خارجہ پاکستان و صدر بین الاقوامی کورٹ آف جسٹس تھے۔ نصیحت حاصل کرنے والے اس وقت کے نوعمر طالب علم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب (مرحوم) جو بعد میں پروفیسر آف فزکس امپریل کالج لندن۔ صدر پاکستان کے سائنسی مشیر اعلیٰ فیلو آف رائل سوسائٹی اور نوبیل لاریٹ تھے۔ یہاں ذکر بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے بزرگوں کی دعاؤں اور اپنی انتھک محنت سے میٹرک، انٹرمیڈیٹ، بی اے، ایم اے، ٹرایوز کیمبرج۔ پی ایچ ڈی کیمبرج کے امتحان میں ہمیشہ اول پوزیشن حاصل کی ان سے وابستہ وظیفے، کیش انعام، میڈل حاصل کئے اور فزکس کے میدان میں اعلیٰ ترین انعام نوبیل پرائز بھی حاصل کیا۔ آپ میرے علم کے مطابق منفرد شخص ہیں جنہیں ان کے کام کی بنا پر دنیا کی 46 یونیورسٹیوں نے ڈی ایس سی کی اعزازی ڈگری بھی دی (یعنی 46 ڈی ایس سی کی ڈگریاں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے حاصل کی ہیں۔)

اس انٹروڈکشن کے بعد میں نصیحت جس کا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں کی طرف آتا ہوں۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے والد بزرگوار چوہدری محمد حسین صاحب کے دل میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو اچھی سے اچھی تعلیم حاصل ہونے کے لئے ایک تڑپ موجزن تھی۔ انہوں نے اور آپ کی اہلیہ محترمہ مرحومہ نے اس عندیہ کو پورا کرنے کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ایسی کوششوں کے حصہ کے طور پر آپ نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو ایک خط تحریر کیا کہ نوجوان عبدالسلام کے لئے نصیحت فرمائیں کہ وہ کس طور سے آگے بڑھ سکتا ہے تا عبدالسلام کا مستقبل روشن ہو۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جواباً نصیحت کے طور پر نہایت سادہ الفاظ میں یہ تحریر فرمایا:

وہ عبدالسلام کے لئے دعا کریں گے۔ مگر تین باتوں کو عبدالسلام کو پلے باندھ لینا چاہئے۔ پہلی کہ اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ صحت تمام کامیابیوں کی بنیاد ہے۔ دوسرے سکول کے اگلے روز کے سبق کے لئے ایک دن پہلے تیاری کر لینی چاہئے۔ اور یہ بھی کہ روزانہ جو کچھ پڑھا جائے اسے پورے طور پر اس روز دوہرا لیا جائے تا کہ وہ ہمیشہ کے لئے ذہن میں محفوظ ہو جائے، اور تیسرا

یہ کہ اپنے ذہن کو وسعت دینے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ مطالعہ کتب کے علاوہ علمی سفر کرنا بلکہ تفریحی سفر کرنا بھی اس مقصد میں مفید ہو سکتا ہے۔ اس لئے جب موقع ملے سفر اختیار کرنا چاہئے کیونکہ نئے مقامات کا سفر انسان کے ذہن میں بڑی وسعت پیدا کرتا ہے۔

اس دعا کے ساتھ یہ مختصر نوٹ ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ طلبا کو اوپر درج نصیحت کو اپنانے کی توفیق دے اور ان کی کوششوں کو باثمر کرے۔ آمین۔

خناق

ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل سے ماخوذ

(الف) ''کالی بائیکروم خناق (Diphtheria۔ ڈفتھیریا) کی بہت اچھی دوا ہے۔ مگر میوریٹک ایسڈ (Muriatic Acid) کا مقابلہ نہیں جو خناق کی اولین دوا ہے اور انتہائی کمزوری کو بھی دور کرتی ہے''۔ (صفحہ:486)

(ب) ''اگر خناق کی علامت یہ ہو کہ ایک طرف سے تکلیف اچھل کر دوسری طرف جائے اور پھر واپس آ جائے تو ایسی صورت میں لیک کینائینم چوٹی کی دوا ہے''۔ (صفحہ:527)

چوہدری منیر احمد صاحب

میرا گاؤں سدوکے اور میرے والد چوہدری محمد حسین صاحب

میرے والد مکرم چوہدری محمد حسین صاحب ولد مکرم چوہدری کرم بخش صاحب قوم جٹ وڑائچ گاؤں سدوکے تحصیل وضلع گجرات کے رہائشی تھے۔ سدوکے گاؤں گجرات شہر سے جنوب کی طرف 12 کلومیٹر کے فاصلہ پر برلب سڑک واقع ہے۔ وڑائچ نسل کے شجرہ نسب کے مطابق یہ گاؤں سدو نامی ایک بزرگ نے اندازاً 1230ء میں دریائے چناب کے ساتھ آباد کیا اور آج اس گاؤں میں 125 گھر آباد ہیں۔ اس گاؤں میں وڑائچ قوم کے علاوہ دھوتڑ، تارڑ اور گوندل قوموں کے گھر بھی آباد ہیں۔ گاؤں کا کل رقبہ 625 ایکڑ ہے۔ اس کے مشرق میں چوہامل، مغرب میں جیہورانوالی، شمال میں ترکھا اور جنوب میں جسوکی گاؤں واقع ہیں۔

1913ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانہ میں اس گاؤں میں سب سے پہلے میاں ولی داد صاحب وڑائچ نے احمدیت کو قبول کیا اس سے پہلے جسوکی گاؤں میں حضرت مولوی امام دین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود گولیکی میں حضرت مولانا امام دین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود اور راجیکی گاؤں میں حضرت مولانا غلام رسول راجیکی رفیق حضرت مسیح موعود احمدیت قبول کر چکے تھے۔ قیاس ہے کہ انہی بزرگوں میں سے کسی کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں میاں ولی داد صاحب نے اس گاؤں میں اولین احمدی ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ آگے ان کی نسل میں سے کوئی احمدی نہیں ہوا۔ اس کے بعد مکرم چوہدری جلال خاں وڑائچ مکرم چوہدری احمد دین صاحب، مکرم چوہدری اکبر علی صاحب، مکرم چوہدری رحمت خاں صاحب گوندل (المعروف بھائی میاں) مکرم چوہدری محمد حسین صاحب (خاکسار کے والد محترم) مکرم چوہدری رحمت خاں ولد الف خان و برادران نے بالترتیب احمدیت کو قبول کیا۔

اس گاؤں میں دو نمبرداریاں ہیں۔ ایک سنی برادری میں اور ایک احمدی برادری میں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی برادری باوجود دوسروں سے کم گھرانے ہونے کے مالی لحاظ، تعلیمی اثر ورسوخ، رہن سہن، کاروبار، زمینداری اور باقی تمام معاملات کے لحاظ سے دوسروں سے بہت ممتاز نظر آتی ہے۔

اس گاؤں کی ساری آبادی زمینداری اور کاشتکاری سے وابستہ ہے کوئی کارخانہ نہیں۔ تعلیمی لحاظ سے بھی پسماندہ نہیں رہا ہے۔ اب ملازمت یا مختلف کاروبار کی طرف رجحان ہوا ہے۔ کچھ افراد روزگار کے سلسلہ میں بیرون ملک بھی چلے گئے ہیں اور کچھ نے مختلف کاروبار شروع کئے ہیں تاہم بحیثیت مجموعی آج بھی کاشتکاری ہی غالب ہے۔

میرے والد صاحب کا گھرانہ بھی کاشتکاری سے منسلک ہے۔ زمین تھوڑی ہونے کے باعث گزر اوقات مشکل سے ہوتی تھی۔ احمدیت قبول کرنے سے پہلے بہت تنگی تھی۔ اس کی کئی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ شادی بیاہ، وفات اور پیدائش کے موقع پر بدرسوم تھیں جو امیروں کو غریب اور غریبوں کو قرضوں میں جکڑ دیتی تھیں اور یہ نہ ختم ہونے والا سلسلہ چکی کی طرح چلتا ہی رہتا تھا۔ انہی چکروں میں ہمارا خاندان بھی پھنسا ہوا تھا۔ والد صاحب کا خاندان شروع سے ہی صحت مند قد کاٹھ والا اور شریف النفس تھا۔ کسی کو ناجائز تنگ کرنا، چوری چکاری، بدمعاشی اور رسہ گیری جیسے قبیح افعال سے بچا ہوا تھا۔ میرے والد صاحب باوجود دنیاوی تعلیم نہ ہونے کے قرآن مجید پڑھے ہوئے تھے اور تلاوت قرآن مجید کرتے تھے۔ نماز وغیرہ کے چھوٹی عمر سے ہی پابند تھے۔ اپنے کام سے غرض رکھتے اور کسی کے معاملات میں دخل نہ دینے کی وجہ سے گاؤں میں ملاں کے لقب سے مشہور تھے اور جب کبھی مقررہ امام بیت الذکر نہ ہوتا تو انہی کو امام بنایا جاتا۔

والد صاحب کی پیدائش 1893ء میں اسی گاؤں میں ہوئی۔ آپ کے والد صاحب کا نام کرم بخش تھا۔ والد صاحب کے ایک اور بڑے بھائی چوہدری اللہ دتہ تھے۔ 20-1918ء میں جب پنجاب میں دوسری دفعہ طاعون پھیلی۔ اس وقت والد صاحب جوانی کے عالم میں تھے۔ وہ سنایا کرتے تھے کہ اس طاعون نے علاوہ دوسرے گاؤں کے ہمارے گاؤں میں بھی خوب زور دکھایا اور ایک ایک دن میں کئی کئی اموات ہوتیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا اس لئے اس نے محض اپنے خاص فضل سے مجھے میری اولاد کو اور میرے سارے خاندان کو اس عذاب الٰہی سے محفوظ رکھا۔ انہی نیکیوں اور شرافت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے 1924ء میں خلافت ثانیہ کے مبارک دور میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب کی۔ ساتھ ہی میری اہلیہ بھی بغیر کسی تردد کے احمدیت میں داخل ہوگئیں۔ میری دعوت الی اللہ سے میرے بڑے بھائی چوہدری اللہ دتہ صاحب اور ان کا پورا کنبہ بھی احمدیت میں داخل ہوگیا۔

احمدیت کی برکت سے اسی زمین میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالی کہ گاؤں میں اگر کسی کو ادھار رقم کی ضرورت ہوتی تو وہ والد صاحب کے گھر کا ہی رخ کرتا اور ان کی ضرورت پوری ہوجاتی۔ اس کی دو تین وجوہات تھیں۔ ایک تو احمدیت کی برکت اور اس کی اعلیٰ تعلیم کی وجہ سے تمام بدرسوم سے کلی چھٹکارہ دوسرے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک تھی کہ جن زمینداروں کی زمین تھوڑی ہے وہ سبزیاں وغیرہ کاشت کیا کریں۔ چنانچہ والد صاحب نے بھی اس نصیحت پر عمل کیا۔ باوجود کنبہ زیادہ ہونے کے بہترین رہائش، خورونوش، رہن سہن اور بچوں کی تعلیم باقی گاؤں کی نسبت بہت اچھی تھی۔ آپ بہت ہی محنتی اور مثالی کاشتکار تھے۔ تقسیم ہندوستان سے پہلے اکثر زمیندار ہندوؤں کے مقروض ہوتے تھے۔ احمدیت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے باوجود عیالدار ہونے کے قرض کی لعنت سے بچائے رکھا۔ 35-1934ء میں بغیر کسی مالی امداد کے، بغیر برادری کی مدد کے اکیلے انہوں نے خود ہی کنواں کھودا مکمل کیا اور اس کا تمام سامان بنایا اور اس کنوئیں کو چلایا۔ اس زمانہ کے لوگ جانتے ہیں کہ یہ کام کتنا مالی بوجھ اور برادری کی مدد چاہتا تھا۔ اطاعت امام کی اس قدر توفیق پائی کہ جب حضرت مصلح موعود نے خدام کو تحریک فرمائی کہ ایک سے زیادہ ہنر سیکھیں تو جلسہ سے واپسی پر آتے ہوئے تیسا، ستھرا، آری، ہتھوڑا، چھینی، پلاس وغیرہ اوزار خرید کر لے آئے اور گھر کے سارے مستریوں والے کام خود ہی آخری دم تک کرتے رہے۔ کسی قسم کی شرمندگی یا ندامت محسوس نہ کرتے تھے بلکہ اگر کوئی اور زمیندار کہتا بھی تو نرمی سے جواب دیتے کہ میں اپنے امام کی ہدایت پر عمل کر رہا ہوں۔

آپ کی شادی 16-1915ء میں محترمہ زینب بی بی صاحبہ کے ساتھ چاچڑ کے گاؤں تحصیل گجرات (اب تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین) میں ہوئی۔ 1924ء میں جب آپ نے احمدیت قبول کی اس وقت صرف آپ کے دو بچے ایک لڑکی اور ایک لڑکا تھے بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثیر اولاد سے نوازا۔ چنانچہ کل نو لڑکے اور 2 لڑکیاں عطا کیں۔ ان میں 4 لڑکے اور ایک لڑکی فوت ہوگئے۔ باقی سب صاحب اولاد ہوئے جو تمام احمدیت پر قائم ہیں بلکہ اوروں کی ہدایت کا سبب بھی بن رہے ہیں۔ جسوکی، سدوکے جماعت شروع میں ایک ہی جماعت تھی۔ چونکہ دونوں گاؤں میں احمدی گھرانے کم تھے اس لئے مرکز نے ایک ہی جماعت رکھی۔ جب تک سدوکے میں علیحدہ بیت احمدیہ تعمیر نہیں ہوئی جمعہ وغیرہ جسوکی میں ہی ادا ہوتا تھا۔ حضرت مولوی امام دین صاحب آف جسوکی رفیق تھے اور وہ تادم آخر صدر جماعت رہے۔ آپ کے بعد چوہدری محمد شریف صاحب لمبا عرصہ صدر رہے۔ جب والد صاحب نے احمدیت قبول کی تو موجود جماعت نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ اہل سنت کے امام الصلوٰۃ اور شریف النفس تھے لہٰذا یہاں بھی آتے ہی ان کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا گیا۔ یہ مختلف وقتوں میں اپنی جماعت کے سیکرٹری مال اور زعیم انصار اللہ رہے اور کئی بار مجلس مشاورت پر لوکل جماعت کی نمائندگی کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے وصیت کے بابرکت نظام میں شمولیت اختیار کی اور اپنی رفیقہ حیات کو بھی اس میں شامل کیا۔ والد صاحب کا وصیت نمبر 3998 اور والدہ صاحبہ کا وصیت نمبر 5890 تھا۔

کاشتکاری ایک ایسا ذریعہ معاش ہے جس میں پنج وقتہ نمازوں کا التزام کرنا بڑا مشکل ہے مگر والد صاحب نے ساری عمر پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد کو بھی بروقت ادا کیا۔ اپنی ساری اولاد کو بھی اس کی تلقین کرتے رہے۔ وصیت کی ادائیگی کے علاوہ باقی تمام چندوں میں بھی حسب استطاعت حصہ لیتے رہے۔ دونوں میاں بیوی تحریک جدید دفتر اول کے مجاہد تھے اور ان کا کھاتہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کی اولاد نے جاری رکھا ہوا ہے۔ پانچ ہزاری مجاہدین میں ان کا کھاتہ نمبر بالترتیب 3203 اور 3204 ہے۔ اپنے نیک نمونہ سے اپنی ساری اولاد کو اس نہج پر چلا دیا ہے کہ سب کے سب خدا کے کرم سے اپنی اپنی جگہ جماعت کے فعال اور سرگرم رکن کی حیثیت سے زندگی گزار رہے ہیں۔

آپ کی وفات 24 نومبر 1972ء کو 79 سال کی عمر میں ہوئی۔ موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ ربوہ میں قطعہ نمبر 9 الف بلاک نمبر 2 میں مدفون ہیں۔ وفات کے وقت ان کی نسل میں بیٹے، بیٹی، پوتے، پوتیاں 30 عدد تھے۔ خدا کے فضل سے ان کے ایک نواسے مکرم مظفر احمد منصور صاحب اور پوتے امین الرحمن صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ اس وقت تک ان کی نسل میں 14 واقف نو بچے اور بچیاں ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی تمام نسل کو تا قیامت احمدیت سے وابستہ رکھے بلکہ بہترین رنگ میں سلسلہ احمدیہ کی خدمت کی توفیق دے اور ان کے درجات بلند کرے۔ آمین

موطا امام مالک

حدیث اور فقہ کی اس مشہور اور اولین کتاب کو امام مالک نے تالیف کیا۔ اس کا نام موطا اس لئے رکھا گیا کہ امام صاحب نے اسے ستر فقیہوں کے سامنے پیش کیا سب نے آپ کے ساتھ موافقت کی۔ امام شافعی نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا ہے کہ آسمان کے نیچے کتاب اللہ کے بعد موطا سے زیادہ صحیح اور کوئی کتاب نہیں۔ ابن عربی کی رائے یہ ہے کہ موطا اصل اول ہے اور صحیح بخاری اصل ثانی۔ امام صاحب سے ایک ہزار آدمیوں نے اس کتاب کو روایت کیا اب ہمارے ہاں جو نسخہ رائج ہے وہ یحییٰ بن یحییٰ کی روایت سے ہے جس سال امام مالک کی وفات ہوئی اسی سال یحییٰ بن یحییٰ نے موطا کو امام صاحب سے روایت کیا اس کتاب کی کل احادیث کی تعداد 1027 ہے ان میں سے چھ سو احادیث مسند، دو صد بائیس مرسل، چھ سو تیرہ موقوف اور دو صد پچاسی تابعین کے اقوال ہیں۔

دارچینی اور پیپل کے طبی فوائد

دارچینی

قدیم تاریخ میں دارچینی کے درختوں کا ذکر 2700 سال قبل مسیح میں ملتا ہے۔ چینی اس کی چھال کو دوا کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔ رومن بھی اس کی طبی افادیت کو خوب جانتے تھے۔ گیلن، ڈایوسکارڈیز اور ساسافیریز جیسے ممتاز قدیم اطباء نے بھی دارچینی کے بہت فوائد بیان کئے۔ برصغیر کے آٹھویں صدی کے وید اور حکیم بھی اس کی شفابخش صلاحیتوں سے استفادہ کرتے تھے۔ دارچینی کا قدیم ترین تذکرہ یہودیوں کی مقدس کتاب تورات میں ملتا ہے۔ البتہ تزوینی وہ پہلا شخص تھا جس نے دارچینی کی طبی خوبیوں کی تفصیل تیرھویں صدی میں دنیا کے سامنے رکھی۔ دارچینی کا اصل وطن سری لنکا اور ایشیا منطقہ حارہ ہے۔ اسے ازمنہ قدیم سے کاشت کیا جا رہا ہے۔ قرائن بتاتے ہیں کہ یہ پانچویں صدی قبل مسیح میں مصر اور یورپ میں پہنچا۔ یہ درخت جنوبی ہندوستان میں سطح سمندر سے 500 میٹر بلند مقامات پر کم اور 200 میٹر سے کم بلندی پر زیادہ پایا جاتا ہے۔

دارچینی کا درخت سدابہار چھوٹا اور گھنا ہوتا ہے۔ دارچینی کے خشک پتے اور اس کی خشک اندرونی چھال پوری دنیا میں گرم مصالحے میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس کی خوشبو تیز ذائقہ میٹھا اور زبان پہ تیز احساس پیدا کرتا ہے۔ درخت کی چھال موٹی، ملائم اور ہلکی گہری براؤن رنگ کی ہوتی ہے۔ اندرونی چھال بڑی احتیاط سے منتخب شاخوں سے حاصل کی جاتی ہے۔ پھر اسے خشک کیا جاتا ہے۔ خشک ہونے کے دوران چھال سکڑ جاتی ہے۔

دارچینی کے کیمیائی تجزیہ کے مطابق اس میں رطوبت، پروٹین، چکنائی، ریشے، کاربوہائیڈریٹس، راکھ کے علاوہ کیلشیم، فاسفورس، آئرن، سوڈیم، پوٹاشیم، تھایامین، ریبوفلاوین، نایاسین، وٹامن سی اور اے پائے جاتے ہیں۔ اس کی غذائی صلاحیت 355 کیلوریز ہے۔

دارچینی میں ایک تیل بھی پایا جاتا ہے۔ اس تیل میں یوجی۔ نول کی وافر مقدار ہوتی ہے چھال اور ہرے پتوں میں بھی تیل ہوتا ہے۔ جڑ کی چھال کا تیل تنے کی چھال اور پتوں میں پائے جانے والے تیل سے مختلف ہوتا ہے۔

دارچینی کے پتے سفوف یا جوشاندہ کی شکل میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ محرک اور ریاح دور کرنے میں معاون ہوتے ہیں۔

دارچینی اعصابی تناؤ کم کرتی ہے۔ رنگ نکھارتی ہے یادداشت تیز کرتی ہے۔ ان تمام باتوں کے لئے روزانہ رات کو چٹکی بھر دارچینی کا سفوف شہد کے ساتھ کھایا جائے تو جادوئی نتائج نکلتے ہیں۔

دارچینی زکام کا بھی بہترین علاج کرتی ہے۔ اس کا موٹا سفوف ایک گلاس پانی میں چٹکی بھر سیاہ مرچ کے سفوف اور شہد کے ساتھ ابال کر پیا جائے تو یہ انفلوئنزا، گلے کی خراش اور ملیریا کا شافی علاج ہے۔ موسم برسات میں اس کا باقاعدہ استعمال انفلوئنزا کے حملے سے روکتا ہے۔ دارچینی کا تیل اور شہد کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جائے تو زکام سے افاقہ ہوتا ہے۔

تاہم گلے کی خراش کے لئے دارچینی کے چھوٹے ٹکڑے کو چائے میں ابال کر پینا بھی سودمند ہے۔

دارچینی، متلی و قے اور اسہال کو روکتی ہے۔ یہ نظام ہضم کو متحرک کرتی ہے۔ بدہضمی کو دور کرنے کے لئے کھانے کے آدھ گھنٹے بعد دارچینی کے پانی کا ایک کھانے کا چمچ پینا بھی مفید ہے۔ اس کے چبانے سے سانس کی بو جاتی رہتی ہے اور منہ کا ذائقہ بھی بہتر ہو جاتا ہے۔ ٹھنڈی ہوا سے لگنے والا سر درد دارچینی کے سفوف کو پانی میں ملا کر ماتھے اور کنپٹیوں پر لیپ کرنے سے فوراً ختم ہو جاتا ہے۔ آجکل تو جوانوں کا ایک مسئلہ چہرے پر نکلنے والے دانے، کیل اور پھنسیاں وغیرہ ہیں جن سے یہ طبقہ کافی پریشان ہے۔ ان کے خاتمہ کے لئے دارچینی کا سفوف چند قطرے لیموں کے رس میں ملا کر چہرے پر اس کا لیپ کرنے سے ان کو کافی حد تک کم کرتا ہے۔

دارچینی متعدد بیماریوں کے لئے شافی علاج ہے۔ ان میں تشنج، دمہ، فالج، کثرت حیض، رحم کی بیماریاں شامل ہیں۔ اسے جرمن خسرہ پر قابو پانے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

دارچینی کے خشک پتے اور چھال گرم مصالحے میں ڈالے جاتے ہیں اور کھانوں کو چٹ پٹا بناتے ہیں۔ انہیں خوشبوؤں میں، منجنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

چھال کے تیل کو کنفیکشنری اور مشروبات میں ذائقہ بنانے کے لئے بھی ڈالا جاتا ہے۔ اس کو متعدد ادویات میں اور دانتوں کی بیماریوں کے علاج کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

دارچینی کے پتوں سے نکلنے والا تیل بھی خوشبوؤں میں شامل کیا جاتا ہے۔

پیپل

پیپل کا درخت ہمیں اکثر علاقوں میں ملتا ہے، اس کی چھال سخت تڑکی ہوئی اور خاکستری مائل سفید ہوتی ہے۔ ہندوؤں اور بدھ مت کے پیروکاروں کے لئے پیپل ایک مقدس درخت ہے۔ پیپل ہی کے ایک پیڑ کے نیچے گوتم بدھ کو نروان حاصل ہوا تھا۔ اسی لئے اسے بدھی یعنی بصیرت کا درخت بھی کہتے ہیں۔ ہندو لوک داستانوں کے مطابق پیپل بڑ کے درخت کی مادہ ہے۔

پیپل کے پتے اور چھال بہت سی عمومی بیماریوں کا علاج ہیں۔

اس کے پتے مقوی اور مسہل ہوتے ہیں چھال قدرے خشک اور ترش ہوتی ہے۔ عموماً سوزاک کے علاج میں استعمال ہوتی ہے۔ اس کو پیس کر دانوں پر لگانے سے مواد پک کر تحلیل ہو جاتا ہے۔ اس کا پھل ملین اور ہاضم ہوتا ہے۔ اس کے خشک پھل کا سفوف بنا کر پانی کے ہمراہ دو ہفتہ تک استعمال کیا جائے تو دمہ کا مرض ختم ہو جاتا ہے۔ یہ مانع حمل کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی چھال کی راکھ پانی میں ملا کر پینے سے ہچکی دور ہو جاتی ہے۔ اس کا دودھ پاؤں کی بوائی پھٹنے پر مفید رہتا ہے۔ چھال اور پتے بخار کی کیفیت دور کرنے اور ٹھنڈک کا احساس پیدا کرنے کے لئے مؤثر ہیں۔ رطوبتیں خشک کرنے اور خون کا اخراج روکنے میں بھی ان کا اثر زبردست ہے۔

پیپل کے پتے دل کے امراض کے علاج میں استعمال کئے جاتے ہیں انہیں رات کو پانی میں بھگو دیا جاتا ہے اگلی صبح نتھار کر سفید بوتلوں میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ اس پانی کا 15 ملی گرام روزانہ تین بار استعمال کیا جاتا ہے۔ ضعف قلب اور تیز دھڑکن میں بھی یہ بہت مؤثر ہے۔ قبض دور کرنے کے لئے بھی پیپل کے پتے بہت کارگر ہیں انہیں سائے میں خشک کر کے سفوف بنا لیا جاتا ہے۔ گولیاں بنانے کے لئے اس سفوف میں سونف پانی کا اور شکر کا محلول شامل کر لیا جاتا ہے۔ ایک گولی روزانہ رات کو سونے سے پہلے گرم دودھ کے ساتھ لینا انتڑیوں کو فعال کرتا ہے اور قبض کو دور کرتا ہے۔

پیپل کے پھل کو بھی سائے میں خشک کر کے سفوف بنا لیتے ہیں۔ اس میں ہم وزن چینی ڈال کر پھکی تیار کر لی جاتی ہے۔ دودھ کے ساتھ یہ پھکی 4 سے 6 گرام روزانہ رات کو سونے سے پہلے لینا قبض کشا ہے۔

پیچش کے علاج کے لئے پیپل کے پتے نہایت مفید ہیں۔ پیپل کے کومل پتے کر اسی مقدار میں دھنیا کے پتے اور چینی ملا کر آہستہ آہستہ چبانے سے پیچش کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔ جلد پر رگڑ، خراش اور زخموں کے لئے بھی پیپل کے پتے بہت کارآمد ہیں۔ ان کو اچھی طرح پیس کر 25 گرام شکر کے ساتھ آٹھ گولیاں بنا لی جائیں ایک گولی روزانہ دودھ کے ساتھ کھانا زخموں کے درد سے نجات دلاتا ہے۔ پیپل کے پتے کن پیڑوں کے علاج کے لئے پورے برصغیر میں استعمال کئے جاتے ہیں انہیں گھی میں چپل کر آگ پر گرم کیا جاتا ہے اور پھر سوجے ہوئے حصے پر باندھ دیا جاتا ہے۔ دو تین دفعہ کے استعمال سے غدود معمول پر آ جاتے ہیں۔

یرقان کے مریضوں میں پیشاب کی کثرت کا علاج پیپل کے درخت کی نرم چھال کو رات بھر پانی میں بھگو رکھنے کے بعد اگلی صبح اس پانی کو پینا ہے۔

غرض ادویات کے لئے جس قدر جدید تحقیقات کی جا رہی ہیں وہ انہیں درختوں اور پودوں پر کی جا رہی ہیں جبکہ حکمت میں ان کا استعمال آج سے سینکڑوں سال پہلے سے ہو رہا ہے۔

جس کی بدولت ڈاکٹروں اور ہسپتالوں سے پہلے کے زمانے میں بھی مریضوں کو بہترین علاج مہیا کیا جاتا تھا۔

(مرسلہ حکیم محمود احمد طالب صاحب)

مرتبہ: مکرم راجہ برہان احمد طالع صاحب

پرنسپل صاحبان جامعہ احمدیہ

☆......حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب
(20 مئی 1928ء تا 30 اپریل 1939ء)

☆......حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب
(خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
(یکم مئی 1939ء تا 7 مئی 1944ء)

☆......حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب
(24 مئی 1944ء تا یکم جولائی 1953ء)

☆......حضرت قاضی محمد نذیر لائلپوری صاحب
(2 جولائی 1953ء تا 30 جون 1957ء)

☆......حضرت سید میر داؤد احمد صاحب
(یکم جولائی 1957ء تا وفات 24 اپریل 1973ء)

☆......حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب
(25 اپریل 1973ء تا 1984ء)

☆......محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب
(ایڈمنسٹریٹر۔ مارچ 1981ء تا 1985ء)

☆......محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب
(قائمقام پرنسپل۔ 1984ء تا 20 دسمبر 1985ء)

☆......محترم ملک مبارک احمد صاحب
(قائمقام پرنسپل۔ 21 دسمبر 1985ء تا 22 دسمبر 1986ء)

☆......محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب
(23 دسمبر 1986ء تا حال)

عباس ابن فرناس (۸۸۷ء)

آپ سپین کے خلیفہ عبدالرحمٰن الثانی کے دربار میں شاعر اور منجم تھے آپ نے کئی ایک نئی ایجادات کیں۔ آپ بغداد سے ستاروں کی مشہور زرج سندھ ہند سفر کے دوران ساتھ لائے جس کے بعد سپین میں اسٹرانومی کے علم کو فروغ حاصل ہوا۔ تاریخ میں آیا ہے کہ آپ پہلے انسان تھے جس نے ہوا میں اڑنے کی کوشش کی جس کیلئے آپ نے پروں کا خاص لباس بنایا تھا، کچھ دور تک ہوا میں اڑ کر گئے۔ آپ نے اندلس میں مشرقی موسیقی کا بھی تعارف کرایا۔ نیز اپنے گھر میں آلات رصد تعمیر کئے جیسے گھڑیال۔ اور پلینی ٹیریم۔

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو **دفتر بہشتی مقبرہ** کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل نمبر 39888 میں سلمٰی قمر زوجہ قمرالدین وینس قوم...... پیشہ خانہ داری عمر 53 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھوڑو چک 18 ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 25-9-04 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1۔ طلائی زیورات 10 تولے مالیتی -/90000 روپے۔ 2۔ حق مہر -/1000 روپے وصول شدہ۔ اس وقت مجھے مبلغ -/1000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامتہ سلمٰی قمر گواہ شد نمبر 1 قمرالدین وینس ولد کرم دین وینس بھوڑو چک 18 ضلع شیخوپورہ گواہ شد نمبر 2 نثار احمد وینس ولد قمرالدین وینس بھوڑو چک نمبر 18 ضلع شیخوپورہ

مسل نمبر 39889 میں نازمین قمر وینس بنت قمرالدین وینس قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر 24 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھوڑو چک 18 ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 25-9-04 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ طلائی زیورات سوا تولہ مالیتی -/12500 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/250 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامتہ نازمین قمر گواہ شد نمبر 1 نثار احمد وینس ولد قمرالدین وینس بھوڑو چک 18 ضلع شیخوپورہ گواہ شد نمبر 2 قمرالدین وینس ولد کرم دین وینس بھوڑو چک 18 شیخوپورہ

مسل نمبر 39890 میں عائشہ صدیقہ گل بنت طارق محمود گل قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر 17 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھوڑو چک 18 ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 20-9-04 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/150 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامتہ عائشہ صدیقہ گل گواہ شد نمبر 1 شریف احمد ولد عبدالحق بھوڑو چک 18 ضلع شیخوپورہ گواہ شد نمبر 2 خورشید احمد ولد عبدالحق بھوڑو چک ضلع شیخوپورہ

مسل نمبر 39891 میں شبیر احمد ولد ناصر احمد قوم جٹ اٹھوال پیشہ...... عمر 25 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھوڑو چک 18 ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 14-9-04 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/250 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد شبیر احمد گواہ شد نمبر 1 راشد محمود ولد زبیر احمد بھوڑو چک 18 ضلع شیخوپورہ گواہ شد نمبر 2 خالد نسیم اٹھوال ولد محمد شریف بھوڑو چک 18 ضلع شیخوپورہ

مسل نمبر 39892 میں راشد محمود ولد زبیر احمد قوم اٹھوال پیشہ عمر 22 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھوڑو چک 18 ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 10-9-04 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد راشد محمود گواہ شد نمبر 1 ناصر احمد ولد محمد علی بھوڑو چک 18 ضلع شیخوپورہ گواہ شد نمبر 2 زبیر احمد ولد محمد صادق بھوڑو چک 18 ضلع شیخوپورہ

مسل نمبر 39893 میں ملیحہ اشرف بنت محمد اشرف قوم بھٹی پیشہ طالبہ ہومیوپیتھی عمر 25 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کلسیاں بھٹیاں ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 10-9-04 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامتہ ملیحہ اشرف گواہ شد نمبر 1 محمد اشرف ولد منظور حسین کلسیاں بھٹیاں ضلع شیخوپورہ گواہ شد نمبر 2 اعجاز احمد معلم وقف جدید ولد فضل کریم کلیساں بھٹیاں ضلع شیخوپورہ

مسل نمبر 39894 میں ناصر احمد ولد رحمت اللہ مرحوم قوم راجپوت پیشہ کاروبار (ورکشاپ) عمر 59 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 8-5-04 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1۔ ایک مکان پانچ مرلے واقع کوٹ عبدالمالک جس کی مالیت اس وقت -/700000 روپے۔ 2۔ ایک ورکشاپ رقبہ 14 مرلہ واقع جاوید نگر جس کی مالیت اس وقت -/1000000 روپے۔ 3۔ ایک پلاٹ رقبہ اڑھائی کنال جس میں شٹر بنا ہوا ہے واقع جاوید نگر مالیتی -/800000 روپے۔ 4۔ ایک پلاٹ رقبہ ڈیڑھ کنال واقع جاوید نگر۔ 5۔ ایک عدد موٹر سائیکل مالیت -/25000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/25000 روپے ماہوار بصورت کاروبار اور ورکشاپ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد ناصر احمد گواہ شد نمبر 1 احمد حیات ولد خضر حیات کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ گواہ شد نمبر 2 محمد رفیق منہاس ولد محمد صادق منہاس کوٹ عبدالمالک

مسل نمبر 39895 میں امتہ الجمیل مغیث زوجہ شیخ مغیث احمد قوم پٹھان پیشہ تدریس عمر 42 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 7E برج کالونی عسکری فلیٹ ضلع لاہور کینٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 22-8-04 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ طلائی زیورات وزنی ساڑھے اڑتالیس تولے مالیتی -/4,17000 روپے۔ بنک بیلنس -/50000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/22500 روپے ماہوار بصورت تدریس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامتہ امتہ الجمیل مغیث گواہ شد نمبر 1 حافظ مظفر احمد ولد عبدالمنان B-74 صدر انجمن احمدیہ ربوہ گواہ شد نمبر 2 فاتح احمد قاسم حافظ مظفر احمد B-74 صدر انجمن احمدیہ ربوہ

سالانہ نمبر روزنامہ الفضل

مورخہ 28 دسمبر 2004ء کو روزنامہ الفضل کا سالانہ نمبر بعنوان حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ افریقہ نمبر شائع ہو رہا ہے۔ اس میں حضور انور کی مصروفیات کی رپورٹس کے علاوہ افریقی ممالک کا تعارف اور حضور انور کی رنگین تصاویر شامل ہیں۔ اس نمبر کی قیمت -/60 روپے مقرر کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ 29 دسمبر 2004ء کو اخبار شائع نہیں ہوگا۔ قارئین وایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

(ادارہ)

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

بدھ 29دسمبر 2004ء

12-30 am	لقاءمع العرب
1-40 am	واقفین نوایجوکیشنل پروگرام
2-05 am	گلشن وقف نو
3-05 am	لجنہ میگزین
4-00 am	سوال وجواب
5-00 am	تلاوت،درس ملفوظات،خبریں
6-00 am	خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ
9-00 am	سوال وجواب
9-55 am	ہماری کائنات
10-20 am	تقاریرجلسہ سالانہ
11-00 am	تلاوت،درس ملفوظات،خبریں
12-00 pm	لقاءمع العرب
1-05 pm	سواحیلی سروس
2-00 pm	خطبہ جمعہ
3-15 pm	انڈونیشین سروس
4-15 pm	سفرہم نے کیا
5-00 pm	تلاوت،درس ملفوظات،خبریں
5-55 pm	تقاریرجلسہ سالانہ
6-25 pm	ہماری کائنات
7-00 pm	بنگلہ سروس
8-15 pm	بستان وقف نو
9-30 pm	گلدستہ پروگرام
10-35 pm	تقاریرجلسہ سالانہ
11-00 pm	سوال وجواب
11-45 pm	سفرہم نے کیا

جمعرات 30دسمبر 2004ء

12-25 am	لقاءمع العرب
1-30 am	بستان وقف نو
2-40 am	سوال وجواب
3-40 am	خطبہ جمعہ
5-00 am	تلاوت،انصارسلطان القلم
5-55 am	خطبہ جمعہ
7-00 am	گلشن وقف نو
8-00 am	ترجمۃ القرآن
9-15 am	سفربذریعہ ایم ٹی اے
9-55 am	مشاعرہ
11-00 am	تلاوت،انصارسلطان القلم،خبریں
12-00 pm	لقاءمع العرب
1-00 pm	پشتو سروس
1-45 pm	ملاقات
2-50 pm	انڈونیشین سروس
3-55 pm	مشاعرہ
5-00 pm	تلاوت،انصارسلطان القلم،خبریں
6-00 pm	سفربذریعہ ایم ٹی اے
6-30 pm	بنگلہ سروس
7-40 pm	گلشن وقف نو
8-40 pm	ترجمۃ القرآن
10-00 pm	مشاعرہ
11-15 pm	لقاءمع العرب

نکاح ورخصتی

مکرم عزیز الرحمٰن صاحب دارالفضل شرقی ربوہ لکھتے ہیں۔خاکسار کی بیٹی مکرمہ فرزانہ عزیز صاحبہ کا نکاح ہمراہ مکرم مبارک احمد صاحب ظفر ولد مکرم محمود احمد صاحب ظفر مرحوم مبلغ 90ہزار روپے حق مہر پر مکرم حافظ سعیدا لرحمٰن صاحب مربی سلسلہ نے مورخہ 16دسمبر 2004ءکو بیت المہدی میں پڑھا۔اگلے روز 17دسمبر 2004ءکو رخصتی عمل میں آئی۔رخصتی پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی ربوہ نے دعا کرائی۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے ہرلحاظ سے بابرکت فرمائے۔آمین

دعائے نعم البدل

مکرم مختار احمد شمس صاحب معلم وقف جدید لکھتے ہیں۔خاکسار کی بیٹی سلمٰی نورین (بعمر 9ماہ) مورخہ 9دسمبر 2004ءکو وفات پا گئی۔نماز جنازہ مورخہ 10دسمبر 2004ءکو مکرم مبشر احمد طارق صاحب مربی سلسلہ نے بیت المہدی گولبازار ربوہ میں پڑھائی۔قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم محمد عاصم حلیم صاحب معلم وقف جدید نے دعا کروائی۔بچی واقفہ نوتھی۔پیدائش کے بعد سے مسلسل بیمار چلی آ رہی تھی۔اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل سے نوازے۔

ولادت

مکرم جلال احمد صاحب ومکرمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 14دسمبر 2004ءکو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔حضور انور نے بچے کا نام ازراہ شفقت احمد کمال عطا فرمایا ہے۔نومولود مکرم محمد یوسف صاحب آف بیٹ چین والا ضلع مظفر گڑھ کا پوتا اور مکرم محمد شاکر صاحب دارالنصر وسطی ربوہ کا نواسہ ہے۔احباب جماعت سے نومولود کے نیک سیرت اور خادم دین ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

نکاح

مکرم ناصر احمد ظفر صاحب بلوچ دارالصدر شرقی ربوہ کے نواسے مکرم عمران نصر صاحب ابن مکرم نصراللہ خان صاحب بلوچ رحمان کالونی ربوہ کا نکاح مکرمہ نادیہ ذکی خان صاحبہ بنت ذکی احمد خان صاحب مقیم انگلینڈ کے ساتھ بحق مہر مبلغ پانچ ہزار پونڈ مورخہ 20نومبر 2004ءکو بیت مہدی گولبازار ربوہ میں مکرم مقصود احمد صاحب قمر مربی سلسلہ نے پڑھا۔مکرم عمران نصر صاحب،مکرم عبدالرحمٰن صاحب مبشر آف ڈیرہ غازی خان کے پوتے،مکرمہ نادیہ اور مکرم عمران نصر صاحب ہر دو ڈاکٹر ظفر حسن صاحب رفیق حضرت مسیح موعود دارالفضل قادیان کی نسل سے ہیں۔جبکہ مکرمہ نادیہ صاحبہ محترم ماسٹر محمد طفیل صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہیں۔احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر دو خاندانوں کیلئے ہرلحاظ سے بابرکت فرمائے۔آمین

نکاح

مکرمہ ڈاکٹر مصباح یونس صاحبہ بنت مکرم محمد یونس جاوید صاحب صدر حلقہ سنت نگر وسیکرٹری وقف جدید لاہور کا نکاح مکرم صداقت احمد صاحب کمپیوٹر انجینئر ابن مکرم مبارک احمد بھٹی صاحب نصیر آباد ربوہ کے ساتھ مورخہ 19نومبر 2004ءکو مکرم ملک امان اللہ صاحب مربی سلسلہ نے بیت الذکر اسلامیہ پارک لاہور میں مبلغ تین لاکھ روپے حق مہر پر پڑھا۔احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کیلئے بہت بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 27۔دسمبر 2004ء	
طلوع فجر	5:36
طلوع آفتاب	7:03
زوال آفتاب	12:08
وقت عصر	3:41
غروب آفتاب	5:12
وقت عشاء	6:40

نکاح

مکرمہ زاہدہ خانم صاحبہ صدر لجنہ حلقہ باب الابواب نمبر1 لکھتی ہیں۔مورخہ 27نومبر 2004ءکو میری بیٹی مکرمہ مبارکہ بشریٰ صاحبہ ٹیچر نصرت جہاں اکیڈمی سینئر گرلز سیکشن ربوہ بنت مکرم بشارت الرحمٰن صاحب مرحوم (نیشنل بینک آف پاکستان) کا نکاح بہمراہ مکرم ناصر الدین شمس صاحب چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ آف امریکہ ابن مکرم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب شمس (کارڈیالوجسٹ) مرحوم آف امریکہ شکاگو کے ساتھ بعوض 42000امریکن ڈالرز پر مورخہ 27نومبر 2004ءبعد نماز عصر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھا۔مکرم ناصر الدین شمس صاحب حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس خالد احمدیت کے پوتے اور رشید احمد خان صاحب مرحوم کے نواسے اور حضرت محبوب عالم صاحب رفیق حضرت مسیح موعود نیلا گنبد لاہور کی نسل سے ہیں۔احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے انتہائی بابرکت اور خیر کثیر کا باعث بنائے اور مثمر بثمرات حسنہ سے نوازے۔آمین